اسلامی پردہ پر ایک شرعی نظر

(از مولوی محمد میاں صاحب صدیقی بسیاوی چمپارنپوری متعلم رحمانیہ)

جو آزادی میں ۔ لعبتاں متوجہ ہوئیں ٭ تو صاحب الطرف کو شوق تبرّج ہو گیا

آج دنیا میں الٹہ جگہ سے یہ آواز اٹھتی ہے کہ دنیا سے پردہ کی لعنت جو صدیوں سے نسوانی زندگی کو تلخ بنائے ہوئے ہے دور کردی جائے اور عورتیں من حیث انسان ہونے کے خدا کی تمام نعمتوں میں برابر کی شریک ہوں۔ کیا وجہ ہے کہ مرد جہاں چاہے جائے جس کام کو کرنے کی خواہش ہو کرے مگر عورتیں چہار دیواریوں کے اندر محبوس و مقید رہیں اور فضائے آسمانی کی تر و تازہ ہوا سے محروم رہیں چاہیں۔ الغرض اسی خیال فاسد نے یورپ میں شرم و حیا کی جگہ بے حیائی و بے پردگی کی زہریلی رسم کی بنیاد ڈالدی ہے اگرچہ آج اسے تہذیب جدید کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یورپین اقوام نے اس حیا سوز تہذیب میں اسقدر ترقی کی کہ مرد و عورت نے ساتھ ناچنا شروع کیا اس کے بعد دونوں نیم برہنہ ہو کر ساتھ ساتھ نہانے لگے حتیٰ کہ عورت اور مرد دونوں کسوت ظاہری سے بے نیاز ہو کر یہ شعر زبان حال سے پڑھ رہے ہیں ؎

تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس ✦ یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا الٹا

آج اس اخلاق و حیا سوز رسم و رواج کا سیلاب یورپ سے امنڈ کر ہندوستان کی قدیم تہذیب و شائستگی کو اپنی رَو میں بہائے لئے جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ اقوام ہند بھی یورپ کے نقش قدم پر چلنے لگی ہیں چنانچہ عورتیں برسرعام سیر کیا کرتی ہیں اور تھیٹر و سینمائی سیٹوں کو مزین کئے ہوئے نظر آتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن اغوا و بدکاریوں کی وارداتیں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ اسکے علاوہ اور بھی طرح طرح کی خرابیاں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ میں جب اس بے حیائی و بے پردگی کے اسباب پر غور کرتا ہوں تو اس کا اصلی سبب یہی نظر آتا ہے کہ انسان آجکل اپنی انسانیت کے روحانی (ملکوتی) پہلو سے بالکل غافل ہو گیا ہے اور تمام تر توجہ اپنے حیوانی یا بہیمی (سفلی) پہلو پر مرکوز کرنا چاہتا ہے۔ اور حیوانوں کیطرح جسمانی اور حسّی لذات کا پجاری بنا ہوا ہے مجھے زیادہ افسوس تو اس جماعت کی حالت پر ہے جو اپنے کو کلمہ حق لا الہ الا اللہ کہنے والوں کے زمرہ میں شمار کرتی ہے باوجود اس کے قوت انفعالی کی یہ کیفیت ہے۔ کہ یورپ کی اس حیا سوز تہذیب سے متاثر ہو رہی ہے حالانکہ مذہب اسلام نے جہاں دوسری چیزوں کی تعلیم دی ہے وہاں بے پردگی اور بے حیائی سے بھی روکا ہے حتیٰ کہ شرم و حیا کو جزو ایمان قرار دیتے ہوئے الحیاء شعبۃ من الایمان فرمایا غرض جو بے پردگیاں ایام جاہلیت میں پائی جاتی تھیں ان سے اسلام نہایت سختی سے روکتا ہے۔ چنانچہ پردہ کا حکم دیتے ہوئے حکم ہوتا ہے۔ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۔ یعنی تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو قدیم زمانہ کے مانند بے پردہ مت پھرا کرو بعض وہ حضرات جو نئی تہذیب کے دلدادہ ہیں یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ انسان من حیث انسان ہونے کے سب برابر ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ عورتوں کی آزادی کو جسکو قدرت نے عطا کی ہے مسلوب کرکے انھیں مکان کے اندر بند رکھا جائے۔ یہ سراسر مساوات انسانی کے منافی ہے

میں ان حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ مساوات کا یہی معنی لیا جائے جو آپ نے سمجھا ہے تو اس بنا پر میں کہوں گا کہ توالد و تناسل اور بچہ کی رضاعۃ اور پرورش و پرداخت کا تعلق صرف عورتوں کے ساتھ ہونا بھی مساوات کے منافی ہے لہٰذا مساوات کو قائم رکھنے کیلئے چاہیئے کہ ایک بچہ عورت پیدا کرے تو ایک بچہ مرد بھی پیدا کرے اگر یہ نہ ہو تو کم سے کم ایک سال عورت رضاعۃ وغیرہ کے فرائض انجام دے تو دوسرے سال مرد حالانکہ یہ مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ عورت ہر حیثیت سے مرد کی مساوی نہیں۔ بلکہ قدرت نے ایسے فرائض عورتوں کے ذمے لگائے ہیں جن سے مرد عاری ہے جیسے پردہ میں رہنا بچہ کی حضانت و پرورش پرداخت وغیرہ ہاں اسلام نے بعض امور میں عورتوں کو مردوں کے دوش بدوش رکھا ہے چنانچہ کہا گیا ہے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ؕ یعنی جو حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں وہی حقوق عورتوں کے مردوں پر بھی ہیں اور پردہ کی اہمیت پر اسلام وہ دلیل پیش کرتا ہے جسکا خراب نتیجہ آئے دن ہمارے سامنے رونما ہوتا رہتا ہے المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان الخ یعنی عورتیں شرمگاہ ہیں جس طریقہ سے انسانی شرمگاہ کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے سے مانع اور پردہ کرنا ضروری سمجھتی ہے ویسا ہی عورتوں کا پردہ میں رکھنا ضروری و لازم ہے اسکی علت بایں الفاظ بیان کیگئی کہ عورتیں جب گھر سے باہر عالم بے پردگی میں نکلتی ہیں تو شیطان انھیں جھانکتا ہے یعنی عورتوں کو لوگوں کی نگاہیں حسین وجمیل کر کے پیش کرتا ہے جسکی وجہ سے انسان اسکی طرف اپنی نظر اشتیاق کو لگا دیتا ہے جسکا نتیجہ نہایت برا مرتب ہوتا ہے الغرض قرآن وحدیث نے بے پردگی و بے حیائی کی نہایت شدت سے مذمت کی ہے جو صاحب علم پر مخفی نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے زریں لقب سے ملقب کر کے ہماری طرف مبعوث کئے گئے تھے قول کے ساتھ ساتھ عملی ثبوت بھی ہمارے سامنے پیش کئے ہیں آپ امہات المومنین ازواج مطہرات کو ہر کس و ناکس سے پردہ میں رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ نابینا شخص سے بھی پردہ کرنے کا حکم کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے عن ام سلمۃ انها کانت عند رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و میمونة اذ اقبل ابن ام مکتوم فدخل علیه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم افعمیاوان انتما السماتبصرانه ۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز میں اور میمونہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بیٹھی تھی کہ ابن ام مکتوم آنحضور کے پاس آئے تھے اسوجہ سے آپ نے ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ پردہ میں چلی جاؤ تو میں نے کہا کہ یہ تو اندھا شخص ہے اس کے سامنے رہنے میں بظاہر تو کوئی مضائقہ نہیں معلوم ہوتا اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہ اندھا ہے تو تم دونوں تو اندھی نہیں تم تو اس کو دیکھتی ہو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پردے کے بارے میں کیسے محتاط تھے کہ عورتوں کو غیر مردوں کے دیکھنے سے بھی منع فرماتے تھے کیوں نہ ہو جبکہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذالك ازکیٰ لهم ان اللہ خبیر بما یصنعون ۔ یعنی اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ مردوں سے کہدیجئے کہ غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے اپنی نظریں پست کرلیں۔ اور زنا سے اپنے شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں کیونکہ یہ ان کیلئے نہایت ہی پاکیزہ کام ہے اور اس منع کرنے کی وجہ یہ ہے

نہ خداوند جل ذکرہ تمام خبروں سے واقف ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس دیکھنے کی وجہ سے برا نتیجہ پیدا ہوگا۔ ایسے ہی عورتوں کے متعلق فرمایا۔ وقل للمؤمنت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن الآیۃ یعنی عورتوں سے بھی فرما دیجئے کہ اپنی نظروں کو پست رکھیں کسی غیر مرد کی طرف نہ دیکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ میں جب قرآن حدیث کے ان احکام کو اور مسلمانوں کے پردہ کی حالت پر غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا عمل ان احکام پر عشر عشیر بھی نہیں ہے مسلمانو! اگر تمہارا عمل ایسا ہی رہا تو مجھے اندیشہ ہے کہ تمہاری حالت غیر اقوام جیسی نہ ہو جائے اور جلوے السانیت کے دیا ہوں گے۔ انسانیت کا لباس نہ تمہارے بدن پر نظر آئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم مسلمانوں کو اس بے پردگی کی وبا سے محفوظ رکھے اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

ہندوستان میں اسلامی حکومت کا پہلا قدم

(از مولوی محمد ابوالخیر پیروائی پرتاب گڈھی متعلم دار الحدیث رحمانیہ)

آج مجھے ناظرین کے سامنے ایک مختصر تاریخی واقعہ پیش کر کے یہ بتانا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں نے اپنے دور حکومت میں کسی مذہبی جبر و تشدد سے کبھی کام نہ لیا۔ نیز مسلمانوں کے اکثر حملے محض مدافعانہ تھے۔ اسلام کو بزور شمشیر پھیلانا قطعی خیال نہ تھا۔ چنانچہ ہندوستان میں سب سے پہلے جو مسلمانوں کا حاکمانہ داخلہ ہوا ہے وہ بھی فاتحانہ کہلانے کا مستحق نہیں بلکہ سراسر مدافعانہ تھا۔ جیسا کہ آئندہ سطور میں آپ پر ظاہر ہوگا۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ سلاطین اسلام نے قطعاً ایک شخص کو بھی زبردستی مسلمان نہیں بنایا بلکہ انھوں نے مذہبی معاملات میں نہایت تکاہل اور تساہل سے کام لیا اور آزادیٔ مذہب کو زیادہ مدنظر رکھا ورنہ واقعہ یہ ہے کہ آج ہندوستان بالکل اسلامستان نظر آتا۔ سرور دو جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت راشدہ کا دور دورہ تیس سال تک رہتا ہے اسکے بعد بنو امیہ کی خلافت شروع ہوتی ہے اور اس خلافت کے بانی حضرت امیر معاویہؓ ہوتے ہیں اس کے بعد یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ عبد الملک بن مروان کا زمانہ آتا ہے اس کے قبل چونکہ اندرونی اختلافات بہت کچھ پیدا ہو چکے تھے جن کی مدافعت اور ان مفاسد کو نیست و نابود کرنا ضروری تھا اسلئے غیر ممالک کی طرف پہلے توجہ نہ کی گئی۔ لیکن جب حجاج بن یوسف جیسے مشہور سپہ سالار کے ذریعہ تمام فتنہ و فساد کو برباد کر دیا گیا اور دولت امویہ خوب مستحکم اور استوار ہو گئی تمام عالم اسلام متحد و متفق ہو گیا تو غیر ممالک کی جانب عبد الملک کا خیال پیدا ہوا چنانچہ حجاج بن یوسف کو ممالک مشرقیہ کی جانب روانہ کیا لیکن اس طرف حکمران کی حالت بہت نازک ہو چکی اور یہاں کے لوگ دولت امویہ کے بالکل خلاف ہو چکے تھے اور یہاں کے باشندے محمد و معاویہ علافی کے قیادت میں باغیوں کا ایک پورا لشکر تیار کر چکے تھے۔ جب حجاج کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے ایک لشکر جرار ایک سپہ سالار کی ماتحتی میں